۵ ذوالحجہ ۱۴۴۷ھ / 22 مئی 2026ء

تعظیمِ شعائر اللہ کی اہمیت اور ماہِ ذوالحجہ کی عظمت

(مع مسائلِ قربانی)

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور

گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com/یا QR code سکین کریں:

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Acount
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَالۡبُدۡنَ جَعَلۡنٰهَا لَكُمۡ مِّنۡ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمۡ فِيۡهَا خَيۡرٌ ۖ فَاذۡكُرُوا اسۡمَ اللّٰهِ عَلَيۡهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتۡ جُنُوۡبُهَا فَكُلُوۡا مِنۡهَا وَاَطۡعِمُوا الۡقَانِعَ وَالۡمُعۡتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرۡنٰهَا لَكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ۔ [الحج 36:22]

کسی بھی شے کی قدر و منزلت کا دار و مدار اُس کی قبولیت پر ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی شے بھی اگر قبول ہو جائے تو اُس کی عظمت آسمان کی بلندیوں کو چُھونے لگتی ہے اور بڑی سے بڑی چیز بھی قبولیت نہ پا سکے تو بے وُقعت و بے قیمت ہو جاتی ہے۔

باری تعالیٰ کی شان سب سے بلند اور ہر مثال سے ماورا ہے، اُس کی عظمت و قدرت کے لیے دُنیاوی بادشاہت کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی، تاہم فقط سمجھنے کے لیے اِس بات پر غور کیجیے کہ اگر بادشاہ کسی دیہاتی کا معمولی سا تحفہ قبول کر لے تو وہ معمولی نہیں رہتا، بلکہ انتہائی بلند رتبہ اختیار کر لیتا ہے... اِس کے برعکس اگر بڑے وزیر کا عالی شان تحفہ ردّ ہو جائے تو اُس کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی۔ بلا تشبیہ و تمثیل اگر ربِّ کریم اپنے فضل و کرم سے بندے کی چھوٹی کاوِش کو قبول فرما لے تو وہ معمولی نہیں رہتی، بلکہ لائقِ صد رشک بن جاتی ہے، لیکن اگر وہ بڑے سے بڑے عمل کو شرفِ قبولیت سے نہ نوازے تو اُس کی کوئی وُقعت و اَہمّیّت نہیں رہتی۔

ربِّ کریم جس عمل کو چاہے قبولیت کا اِعزاز عطا فرماتا ہے، تاہم قرآن و سنّت میں بعض اعمال کا خصوصی طور پر ذکر ملتا ہے جو بارگاہِ ربّ العزّت میں قبولیت کے شرف سے مُشرّف ہوتے ہیں۔ "شعائر اللہ کی تعظیم" بھی اُنہی مقبول اعمال میں سے ہے جن پر پروردگارِ عالَم خاص اِنعام عطا فرماتا ہے۔

تعظیمِ شعائر اللہ کے حوالے سے ماہِ ذوالحجہ کو خاص اَہمّیّت حاصل ہے۔ یہ پورا مہینہ عزّت و حرمت کا حامل ہے، بالخصوص اِس کے ابتدائی دس دن اور راتیں انتہائی فضیلت و تکریم والے ہیں۔ یہ مبارک اوقات خود بھی شعائر اللہ کی فہرست میں شامل ہیں اور اِن میں انجام دیے جانے والے اعمالِ خیر بھی غیر معمولی عظمت و احترام رکھتے ہیں۔

عصرِ حاضر کے سنگین دینی خطرات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہمارے دلوں میں شعائر اللہ کی تعظیم کا جذبہ تیزی سے کمزور ہوتا جا رہا ہے۔ اِس صورتِ حال کے پیچھے کئی اسباب و وُجوہات کار فرما ہیں، مثلاً:

- پاکیزہ اسلامی تہذیب کو چھوڑ کر غیروں کی بے ہودہ ثقافت کو اختیار کرنا۔
- علمائے حق سے دین سیکھنے کے بجائے فتنہ پرور اور گمراہ لوگوں کو راہ نما بنانا۔
- اَسلاف کے نقوشِ قدم پر چلنے کے بجائے ایسے مادہ پرست لوگوں کو آئیڈیل بنانا جو خود راہِ حق سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

چنانچہ اِس ماہِ معظّم کی برکات سے اپنی جھولیاں بھرنے اور دلوں میں تعظیمِ شعائر اللہ کے جذبے کو پروان چڑھانے کے لیے آج "تعظیمِ شعائر اللہ کی اہمیت اور ماہِ ذوالحجہ کی عظمت" کے عنوان سے گفتگو ہو گی، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

تعظیمِ شعـــائرُ اللہ کا مفہوم اور اہمیت

حکمِ الٰہی کے مطابق جن اُمور کی تعظیم و تکریم لازم ہے اُنھیں دینی اصطلاح میں شَعَائِرُ اللہ کہا جاتا ہے۔شَعَائِر عربی زبان کا لفظ ہے، اِس کا مأخذ شِعَار اور شَعِیْرَۃ ہے۔ شعار کا ایک معنی "نشانی" ہے۔ جو چیز کسی دین یا مذہب کی نمایاں پہچان اور امتیازی علامت بن جائے اور دین کا شُعور دلائے وہ اُس دین کا شعار کہلاتی ہے۔ چنانچہ جو اُمور دینِ اسلام کی پہچان ہیں... حق و باطل میں فرق کرنے والے ہیں... یا اللہ تعالیٰ کی ذات، اُس کی کسی صفت یا عبادت کی نشانی ہیں، وہ "شعائرِ اسلام" اور "شعائرُ اللہ" ہیں۔

قرآن و سنت کی روشنی میں بہت سی چیزیں شعائرُ اللہ میں شامل ہیں:

- افراد میں: انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلَوٰتُ وَالتَّسْلِیْمَات، خصوصًا امام الانبیا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم شعائرُ اللہ کا اعلیٰ مظہر ہیں۔
- اَشیا میں: قرآنِ مجید اور محبوبانِ خدا کے تبرُّکات شعائرُ اللہ میں شمار ہوتے ہیں۔
- عبادات و افعال میں: اذان و اقامت، نَماز کی جماعت، نَمازِ جمعہ، نمازِ عیدَیْن شعائرُ اللہ ہیں۔
- مقامات میں: کعبۂ معظّمہ، صَفا و مَروہ، میدانِ عرفات، مُزْدَلفہ، مِنٰی، تمام مساجد اور محبوبانِ خدا کی قُبورِ مُبارَکہ سمیت وہ سبھی مقامات جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں پر کوئی خاص رحمت نازل فرمائی... شعائرُ اللہ میں شامل ہیں۔
- اوقات میں: رمضان المبارک، حُرمت والے مہینے، جمعۃ المبارک کا دن اور رحمتِ خاصہ کے اوقات شعائرُ اللہ میں داخل ہیں۔

(دیکھیے: خزائن العرفان و تفسیرِ نعیمی، تحت البقرۃ2:185)

شعائرُ اللہ خود بھی لائقِ تعظیم ہیں اور اِن کے ساتھ نسبت والی چیزوں کی تعظیم و تکریم بھی فرض ہے۔ مثلاً کعبۂ مشرّفہ شعائرُ اللہ سے ہے تو اُس کی جہت بھی لائقِ تکریم ہے۔ قرآنِ مقدّس شعائرُ اللہ سے ہے تو اُس کے غلاف کی تعظیم و تکریم بھی لازم ہے؛ اِسی وجہ سے حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نعلینِ مقدّس سے نسبت والے نقش / عکس کی بھی تعظیم کی جاتی ہے۔ (دیکھیے: فتاوٰی رضویہ:22/342 تا352)

بزرگانِ دین شعائرُ اللہ کی کس قدر تعظیم کرتے تھے! اِس کا اندازہ مجدِّدِ الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ایک واقعہ سے کیجیے! آپ نے لکھا: ایک روز پیشاب کا شدید تقاضا تھا، مَیں جلدی سے بیت الخلا میں داخل ہوا، اچانک ناخن پر نظر پڑی تو دیکھا کہ اُس پر سیاہی کا ایک نقطہ ہے، جو قلم کی سیاہی کے چھینٹے سے لگ گیا تھا۔ چونکہ وہ نقطہ قرآنی حروف لکھنے کا ذریعہ تھا؛ اِس لیے مجھے اُس کے ساتھ نَجاست والی جگہ پر بیٹھنا خلافِ ادب محسوس ہوا۔ میں فوراً تیزی سے واپس لوٹا، اُس نقطے کو صاف کیا، پھر قضائے حاجت کے لیے گیا۔ آپ نے فرمایا: باآں کہ غَلَبۂ تقاضائے بَوْل داشْتَم آں مِحْنَتِ حَبْسِ بَول را بَر خُود پَسَنْدِیدَم و تَرکِ اَدَب را بِمَرَاتِبْ اَز آں زِیادَہ داشْتَم۔ یعنی اگرچہ اُس وقت مجھے پیشاب کا شدید تقاضا تھا، مگر مَیں نے اُسے روکنے کی مَشَقَّت برداشت کر لی، مگر ادب کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا؛ کیونکہ بے ادبی کی قباحت میرے نزدیک اُس تکلیف سے کہیں زیادہ سخت تھی۔ (حضرات القدس [فارسی]، حضرت:8، ملفوظ:11، ص:150)

تعظیمِ شعـــائرُ اللہ پر عِنایات

تعظیمِ شعائرُ اللہ کی اہمیت اور اِس کی برکت سے ہونے والی رحمت کا اندازہ اِس بات سے کیجیے کہ اکابر نے فرمایا: شعائرُ اللہ کی تعظیم در حقیقت خود اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے اور اِن کی تعظیم میں کوتاہی یا غفلت برتنا دراصل اللہ جَلَّ شَانُہٗ کی تعظیم میں کوتاہی و غفلت ہے۔[1] جو بندۂ مؤمن پروردگارِ عالم کی عظمت و کبریائی کا پاس رکھے تو جیسے اُس پر رحمتوں کے دروازے کھلتے ہیں یوں ہی شعائرُ اللہ کا ادب و احترام کرنے والوں کو بھی دونوں جہان کی سرفرازیاں عطا کی جاتی ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔ ”یہی حق ہے اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔“ [الحج22:32] یعنی شعائرُ اللہ کی تعظیم کرنا اِس بات کی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دل کو تقوٰی کی دولت عطا فرمائی ہے۔

تاریخ کے اوراق میں کتنے ہی ایسے ایمان افروز واقعات ملتے ہیں کہ کفر و گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکنے والے بے ہدایتوں کو تعظیمِ شعائرُ اللہ کی برکت سے نورِ ہدایت نصیب ہوا اور محبوبانِ خدا کو اِسی تعظیم کے ذریعے رُوحانی منازل میں ایسی ترقّیاں عطا کی گئیں کہ اُن کے تذکرے سے عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

مجدِّدِ الفِ ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ ایک مرتبہ طہارت خانے میں گئے، وہاں آپ کی نظر مٹی کے ٹوٹے ہوئے پیالے پر پڑی، جسے صفائی کرنے والا نجاست اُٹھانے کے لیے استعمال کرتا تھا۔ اُس پیالے پر ربِّ کریم کا نامِ نامی لکھا ہوا تھا۔ آپ نے فوراً اُسے اپنے دستِ مبارک سے اُٹھایا، پھر باہَر تشریف لا کر پانی منگوایا اور اپنے ہی مبارک ہاتھوں سے اچھی طرح دھویا۔ خادم بار بار عرض کرتے رہے: حضور! ہمیں دیجیے! ہم اِسے پاک کر دیتے ہیں، مگر آپ نے اُن کی خدمت قبول نہ کی۔ پھر کامل طہارت کے بعد آپ نے اُسے سفید کپڑے میں لپیٹ کر نہایت ادب و تعظیم کے ساتھ ایک اونچی جگہ پر رکھ دیا اور اُس سے برکت لیتے رہتے تھے۔ اِس تعظیم کے انعام میں بارگاہِ ربّ العزّت سے آپ کو پیغام ملا: تُو نامِ مَرا بُزُرگ داشتی، مَا نامِ تُرا دَر دُنیا وَ آخِرَت بُزُرگ گَردانیم۔ یعنی تم نے ہمارے نام کی تعظیم کی، ہم دُنیا و آخرت میں تیرے نام کو سربلندی و عظمت عطا فرمائیں گے۔

آپ فرمایا کرتے: اگر صَد سال رِیاضَت و مُجاهَدَہ مِیْ کَشِیْدَم فُیوض و بَرَکاتْ کہ اَز ایں عَمَل یافْتَم اَز آں مُجاهَداتِ سِنِینْ بَحُصُوْل نَمِیْ پَیْوَسْت۔ یعنی اگر مَیں سو سال بھی ریاضتوں اور مجاہدوں میں مشغول رہتا، تب بھی وہ فیوض و برکات حاصل نہ کر پاتا جو مجھے نامِ نامی کی تعظیم سے نصیب ہوئیں۔ (حضرات القدس [فارسی]، حضرت:6، مکاشفہ:35، ص:104، ناشر: محکمہ اوقاف پنجاب)

---

[1] صَارَ تَعْظِيْمُهَا عِنْدَهُمْ تَعْظِيْمًا لِلّٰهِ وَالتَّفْرِيْطُ فِيْ جَنْبِهَا تَفْرِيْطًا فِيْ جَنْبِ اللّٰهِ۔ (حجۃ اللہ البالغۃ، باب تعظیم شعائر اللہ: 133/1، دار الجیل)

ماہِ ذوالحجہ اور تعظیمِ شعائر اللہ

ذوالحجہ تعظیمِ شعائر اللہ کے حوالے سے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ قرآنِ حکیم نے اِس پورے ماہِ مبارک کو عزّت و حُرمت والا مہینہ قرار دیا ہے[التوبۃ9:36]اور سرورِ عالَم ﷺ نے خاص طور پر یومِ عَرَفہ (نو ذوالحجہ)، عید الاضحیٰ اور ایّامِ تشریق (11، 12 اور 13 ذوالحجہ) کے فضائل و مناقب بیان فرمائے ہیں۔

- یومِ عَرَفہ کو حجاجِ کرام حج کا رکنِ اعظم، یعنی وُقوفِ عرفات ادا کرتے ہیں۔ یہ دن رحمت، مغفرت اور دُعاؤں کی قبولیت کا خاص موقع ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اِس دن میں اِنعام و اکرام کا سلسلہ فقط حاجیوں تک ہی محدود نہیں ہوتا، بلکہ اُن کی برکت سے دُنیا بھر کے مسلمانوں کو فضل و کرم سے نوازا جاتا ہے۔
- عید کا دن بھی شعائرِ اسلام میں شامل ہے اور حدیثِ پاک کے مطابق ربِّ کریم کی بارگاہ میں سب سے زیادہ عظمت و فضیلت والے دنوں میں سے ہے۔(سننِ ابوداؤد:1765۔ المستدرک علی الصحیحین:7522، اِسنادہ صحیح) یوں ہی شبِ عید بھی نہایت اہم رات ہے۔
- عید کے بعد والے تینوں دن... جنھیں ایّامِ تشریق کہا جاتا ہے.. وہ بھی ربِّ کریم کی بارگاہ میں بہت مقبول و محبوب ہیں اور قرآنِ حکیم نے خاص طور پر اُن دنوں میں ذکرِ الٰہی کا حکم فرمایا ہے۔[البقرۃ2:203]

یومِ عَرَفات کی بَرَکات: یومِ عرفہ کی فضیلت سے متعلق احادیثِ کریمہ میں سے ایک وہ ہے جسے حضرت طلحہ بن عبید اللہ علیہما الرحمہ نے سرورِ عالَم ﷺ سے روایت کیا:

❖ مَا رُئِيَ الشَّيْطَانُ يَوْمًا هُوَ فِيهِ أَصْغَرُ وَلَا أَدْحَرُ وَلَا أَحْقَرُ وَلَا أَغْيَظُ مِنْهُ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ... یعنی "عرفہ کے دن شیطان جتنا ذلیل و رُسوا، دُھتکارا ہوا، حقیر اور غصّے سے بھرا ہوتا ہے، اتنا کسی اور دن میں نہیں ہوتا۔"

❖ وَمَا ذَاكَ إِلَّا لِمَا رَأَى مِنْ تَنَزُّلِ الرَّحْمَةِ وَتَجَاوُزِ اللهِ عَنِ الذُّنُوبِ الْعِظَامِ، إِلَّا مَا رَأَى يَوْمَ بَدْرٍ۔ یعنی "اِس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ دیکھتا ہے (ہر خاص و عام پر) ربِّ کریم کی رحمت نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے بڑے گناہوں سے درگزر فرماتا ہے، البتہ بدر کے دن وہ اِس سے بھی زیادہ ذلیل ہوا تھا۔" (موطا امام مالک، حدیث:245۔ شعب الإیمان، حدیث:3775)

شبِ عید میں عِنایات: شبِ عید بھی عظمت والی رات ہے، جسے یادِ الٰہی اور عبادت میں گزارنا چاہیے۔

سیدنا ابو اُمامہ صُدَیّ باہِلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرفوعًا روایت کیا: مَنْ قَامَ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ مُحْتَسِبًا لِلّٰهِ لَمْ يَمُتْ قَلْبُهُ يَوْمَ تَمُوتُ الْقُلُوبُ۔ یعنی "جو مسلمان ثواب کا طلب گار بن کر عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارے، اُس کا دل نہیں مَرے گا (ایمان سے محروم نہیں ہوگا)، جب لوگوں کے دل مَر جائیں گے۔"

(رواہ ابن ماجۃ فی سننہ بسندٍ ضعیفٍ، رقم الحدیث: 1782، وھو قویٌّ بمجموع طُرُقِہٖ)

قربانی... دینِ اسلام کی نشانی

قرآنِ حکیم نے جن چیزوں کو صراحت کے ساتھ شعائر اللہ قرار دیا اُن میں قربانی کے جانور بھی شامل ہیں۔ اِن جانوروں کے ذریعے ایک ایسی عظیم عبادت ادا کی جاتی ہے جو اسلام کی نشانی ہے اور گزشتہ کئی آسمانی اَدْیان میں بھی اُسے عبادت قرار دیا گیا تھا؛ اِسی بنا پر قربانی کے جانور شعائرِ اسلام اور شعائر اللہ میں شمار ہوتے ہیں۔ چنانچہ اِن کی تعظیم و تکریم کرنے اور رِضائے الٰہی کے لیے اِنھیں قربان کرنے پر بارگاہِ الٰہی سے عظیم اجر و ثواب عطا کیا جاتا ہے۔

ارشادِ ربّانی ہے: وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ... "قربانی کے بڑی جسامت والے جانوروں (اُونٹ اور گائے) کو ہم نے تمہارے لیے اللہ کی نشانیوں میں سے بنا دیا، تمہارے لیے اِن میں بھلائی ہے۔۔۔"[1] [الحج 22:36]

آیتِ کریمہ میں اِس بات کا بھی ذکر ہے کہ قربانی کے جانور شعائر اللہ سے ہیں اور یہ بھی بیان ہوا کہ قربانی کرنے والے کے لیے اِن جانوروں میں بھلائی ہے۔ "بھلائی" کیا ہے؟ مفسرینِ کرام نے لکھا: دُنیا کی بھلائیاں بھی ہیں اور آخرت کی بھی:[2]

⇐ دُنیا میں خیر و بھلائی یہ ہے کہ قربانی کے لیے متعین کرنے سے پہلے اُس کا دودھ پیتے ہیں، اُون استعمال کرتے ہیں، سواری کرتے ہیں، تاہم قربانی کے لیے متعین کرنے کے بعد شدید ضرورت کے بغیر ایسا نہیں کر سکتے۔ پھر ذَبح کرنے کے بعد اُن کا گوشت کھا سکتے ہیں اور کھال استعمال کر سکتے ہیں (البتہ اپنے لیے بیچ نہیں سکتے)۔

⇐ اور آخرت کی خیر و بھلائی میں سے یہ ہے کہ اِن جانوروں کی قربانی پر ربّ تعالیٰ اپنی رِضا سے نوازتا ہے، بے شمار نیکیاں بھی عطا فرماتا ہے اور روزِ قیامت بندے کو یہ جانور بطورِ سواری فراہم کیا جائے گا۔

قربانی کی فضیلت میں کوئی اور آیتِ کریمہ یا حدیثِ مبارک نہ بھی ہوتی تو یہی کافی تھا کہ ربّ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو قربانی کا شوق دلانے کے لیے فرمایا کہ "اِن میں تمہارے لیے فائدے ہیں"[3] اور "اِن میں تمہارے لیے بھلائی ہے"۔

جلیل القدر تابعی حضرت صَفْوان بن سُلَیم رحمۃ اللہ علیہ حج کے لیے گئے، اُن کے پاس فقط سات دینار تھے، اُنھوں نے اُن سے جانور خرید کر قربانی کی۔ کسی نے کہا: آپ کے پاس صرف یہی مال تھا جس سے قربانی خرید لی ہے (باقی ضروریات کیسے پوری ہوں گی)! فرمانے لگے: إِنِّي سَمِعْتُ اللهَ عزوجل يَقُوْلُ: لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ۔ یعنی مَیں نے ربِّ کریم کا فرمان سنا کہ قربانی کے جانوروں میں تمہارے لیے بھلائی ہے (چنانچہ مَیں نے وہ بھلائی حاصل کرنے کے لیے ایسا کیا جس کا رب نے وعدہ فرمایا ہے)۔ (حلیۃ الأولیاء: 3/160۔ الدر المنثور، تحت الآیۃ)

---

[1] آیتِ کریمہ میں "ہدی" (حرم کی قربانی) کا تذکرہ ہے، مگر اِس سے دیگر قربانیوں کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔

[2] وَالصَّوَابُ عُمُوْمُهٗ فِيْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ (الجامع لأحکام القرآن [تفسیر القرطبی]، تحت الآیۃ)

[3] لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ... [الحج 22:33]

قربانی کس پر واجب ہے؟

مسلمان کو اپنے دین کی تکمیل کے لیے جن باتوں کی ضرورت ہوتی ہے اُن کا علم حاصل کرنا فرض ہے، چنانچہ ہر صاحبِ حیثیت مسلمان پر لازم ہے کہ وہ قربانی سے متعلق ضروری مسائل سیکھے؛ تاکہ یہ شرعی حکم صحیح طریقے سے پورا کر سکے۔ آج مسائلِ قربانی میں سے فقط ایک بات ذکر کی جائے گی: قربانی کس پر واجب ہے؟

وہ سمجھ دار بالغ مسلمان جو شرعی مسافر نہ ہو اور بنیادی ضروریاتِ زندگی[1] اور قرض کے علاوہ 52.5 تولے (612.36 گرام) چاندی یا اِس کی قیمت کے برابر نقدی یا دیگر سامان کا مالک ہو اُس پر قربانی واجب ہے۔[2]

سونے کا اعتبار ہے یا چاندی کا؟ اگر کسی شخص کے پاس صرف سونا ہو، اِس کے علاوہ وہ کسی چیز کا مالک نہ ہو تو 7.5 تولے (87.48 گرام) سونا ہونے کی صورت میں قربانی واجب ہے، البتہ اگر سونے کے ساتھ چاندی، کرنسی یا دیگر چیزیں موجود ہوں تو سونے اور ضرورت سے زائد دیگر تمام چیزوں کی مالیت کو جمع کیا جائے گا، مجموعہ 612 گرام چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو قربانی واجب ہے۔[3]

زکوٰۃ اور قربانی کے نصاب میں فرق: زکوٰۃ اور قربانی کے نصاب میں دو بنیادی فرق ہیں:

- زکوٰۃ کی ادائیگی صاحبِ نصاب بننے کے ایک سال بعد فرض ہوتی ہے، جب کہ قربانی واجب ہونے کے لیے سال گزرنا شرط نہیں۔ قربانی کے تین دنوں میں کسی بھی وقت مذکورہ بالا شرائط پائی جائیں تو قربانی واجب ہے۔
- زکوٰۃ صرف بڑھنے والے اموال (سونا چاندی بشمول نقدی (Cash) اور سامانِ تجارت) پر لازم ہوتی ہے، جب کہ قربانی واجب ہونے کے لیے بڑھنے والا مال ضروری نہیں۔ قربانی کے نصاب میں بنیادی ضروریاتِ زندگی سے زائد تمام چیزیں شمار کی جاتی ہیں، چاہے وہ زیرِ استعمال ہوں یا نہ ہوں، مثلاً: خالی پلاٹ، ضرورت سے زائد گھر، سواریاں اور ملبوسات، کرایہ پر دیا ہوا مکان، اضافی کتابیں وغیرہ، جس شخص پر صدقۂ فطر واجب ہے اُس پر قربانی بھی واجب ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:20، ص:361۔ بہارِ شریعت، ج:3، ص:334)

وجوب سے متعلق چند اہم مسائل:

☆ قربانی گھر میں صرف ایک شخص یا صرف مَردوں پر ہی واجب نہیں، بلکہ جتنے مَرد و عورت صاحبِ نصاب ہوں (مثلاً: بیوی کے پاس زیورات یا نقدی ہو، گھر میں کئی افراد کی آمدن ہو اور سب اپنی اپنی چیزوں کے مالک ہوں تو) سب پر الگ الگ قربانی واجب ہے۔

---

[1] جن چیزوں کے بغیر زندگی گزارنا مشکل ہوتا ہے، جیسے رہائش کا گھر، گھر کا ضروری سامان، استعمال کا لباس اور ضرورت کی سواری۔

[2] 20 مئی 2026ء کو لاہور کے صرافہ بازار میں چاندی کا ریٹ 8,200 روپے فی تولہ تھا، اِس حساب سے نصاب تقریباً 430,000 روپے ہے۔

[3] مزید تفصیل کے لیے لنک پر کلک کیجیے: https://www.daruliftaahlesunnat.net/ur/1046

☆ اگر قربانی واجب ہو تو جانور ذَبح کرنا لازم ہے، اُس کی قیمت صدقہ کرنا ہر گز کافی نہیں۔

☆ جس شخص کے پاس نصاب کے برابر سونا، چاندی یا سامان موجود ہو، مگر نقد رقم موجود نہ ہو، اُس پر کوئی چیز بیچ کر یا قرض لے کر قربانی کرنا لازم ہے۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:20، ص:370۔ فتاوٰی امجدیّہ، ج:3، ص:315، مکتبہ رضویہ، ملخصًا)

☆ قربانی کی مَنَّت (Vow) مانی ہو اور وہ پوری ہو جائے تو قربانی کرنا واجب ہے، اگرچہ مَنَّت ماننے والا صاحبِ نصاب نہ ہو۔

☆ ذَبح سے پہلے قربانی کا جانور مَر جائے یا گم ہو جائے یا اُس میں کوئی بڑا عیب پیدا ہو جائے، تو صاحبِ نصاب پر دوسرا جانور خرید کر ذبح کرنا لازم ہے۔ (بہارِ شریعت، ج:3، ص:342)

دوسروں کی طرف سے قربانی: سیدِ عالم ﷺ کی طرف سے قربانی کرنا سعادت ہے، اِسی طرح دیگر فوت شدگان کو ایصالِ ثواب کے لیے قربانی کرنا اچھا ہے، لیکن صاحبِ نصاب پر لازم ہے کہ اپنی طرف سے جانور ذبح کرنے کا اہتمام کرے، پھر حسبِ استطاعت دیگر کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو کرے۔

اس حوالے سے مولی المسلمین سیدنا علی مرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہٗ کا عمل لائقِ تقلید ہے، آپ دو مینڈھے قربان کرتے، ایک اپنی طرف سے، ایک شہنشاہِ دوعالم ﷺ کی طرف سے... اور ارشاد فرماتے: أَمَرَنِي بِهٖ - يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ - فَلَا أَدَعُهٗ أَبَدًا۔ یعنی "مجھے خود آقا کریم ﷺ نے ایسا کرنے کا حکم فرمایا ہے؛ لہٰذا مَیں ہمیشہ ایسا ہی کروں گا۔" (جامع ترمذی، حدیث:1495)

☆ اگر صاحبِ نصاب اپنی طرف سے قربانی نہ کرے اور دیگر گھر والوں کی طرف سے کرے، جیسا کہ بعض لوگوں نے گھر میں باری بنائی ہوتی ہے، تو واجب چھوڑنے کی وجہ سے گناہ گار ہو گا۔

☆ صاحبِ نصاب اگر کسی فوت شدہ کی طرف سے نفلی طور پر (اُس کی وصیّت کے بغیر) قربانی کرے تو اُس (صاحبِ نصاب) کا وُجوب پورا ہو جائے گا اور مرحوم کو ثواب ملے گا۔[1]

☆ گھر کا سربراہ اپنے گھر والوں میں سے بالغ افراد کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو وُجوب ادا ہونے کے لیے اُن سے اجازت لینا ضروری ہے۔ اجازت نہ لی تو اُن کا وجوب پورا نہیں ہو گا۔ (بہارِ شریعت، ج:3، ص:334)

گزشتہ سالوں کی قربانی: جس شخص نے گزشتہ سالوں میں قربانی واجب ہونے کے باوجود نہ کی ہو، اُس پر لازم ہے کہ اُس وقت کے ریٹ کے مطابق جانور کی قیمت صدقہ کرے۔ اب اُس کی جگہ قربانی نہیں کر سکتا۔ (بہارِ شریعت، ج:3، ص:339)

---

[1] لَوْ ضَحّٰى عَنْ مَيِّتٍ وَارِثُهٗ بِأَمْرِهٖ أَلْزَمَهٗ بِالتَّصَدُّقِ بِهَا وَعَدَمِ الْأَكْلِ مِنْهَا، وَإِنْ تَبَرَّعَ بِهَا عَنْهُ لَهُ الْأَكْلُ؛ لِأَنَّهٗ يَقَعُ عَلٰى مِلْكِ الذَّابِحِ وَالثَّوَابُ لِلْمَيِّتِ، وَلِهٰذَا لَوْ كَانَ عَلَى الذَّابِحِ وَاجِدَةٌ سَقَطَتْ عَنْهُ أُضْحِيَّتُهٗ... (ردّ المحتار، كتاب الاضحية، ج:9، ص:554)

حرفِ آخر: شعائر اللہ کی تعظیم پر انعامِ عظیم

ہر مسلمان کو زیادہ سے زیادہ اچھے اعمال کرنے چاہییں، مگر اِس کے ساتھ ساتھ اعمال کی قبولیت کے لیے بھی فکر مند ہونا چاہیے؛ کیونکہ کسی بھی عمل کی قدر و منزلت قبولیت کے ساتھ ہی ہوتی ہے۔ ربِّ کریم اپنے فضل و کرم سے معمولی کاوِش کو قبول فرمالے تو اُس کی عظمت آسمان کی بلندیوں سے بھی اُونچی ہو جاتی ہے، لیکن اگر وہ بڑے عمل کو ردّ فرمادے تو اُس کی حیثیت تنکے کے برابر بھی نہیں رہتی۔

اِسی حقیقت کے پیشِ نظر بانیِ کعبہ، خلیل الرحمٰن سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کو تعمیر کرتے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں سب سے پہلی التجا یہ کی تھی: رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۔ ”اے ہمارے رب! ہم سے قبول فرمالے! بے شک تُو بہت سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔“ [البقرۃ2:127]

بارگاہِ ربّ العزّت میں جو اُمور بہت مقبول و محبوب ہیں اور اُن پر خاص اِنعام واِکرام سے نوازا جاتا ہے اُن میں سے ایک اہم کام شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم کرنا بھی ہے۔

انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ جو عمل ربِّ کریم کے حضور قبولیّت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہے اُس کے حوالے سے ہماری غفلت روز بروز بڑھ رہی ہے۔ نئی نسل دینی مُقدّسات کے ادب واحترام میں شدید کوتاہی کا شکار ہوتی جارہی ہے، بلکہ فتنہ پرور سرِعام محبوبانِ خدا اور اُن سے منسوب چیزوں کے حوالے سے نہایت گھٹیا اور گستاخانہ زبان استعمال کرتے نظر آرہے ہیں، حالانکہ شعائر اللہ کی تعظیم و تکریم نہ صرف ایمان کی ترقّی کا ذریعہ ہے، بلکہ اُس کی حفاظت کا اہم سبب بھی ہے۔ بزرگانِ دین فرماتے ہیں: بے ادبی ایسی منحوس چیز ہے کہ جو بندہ بے ادب ہو جائے اُس کے بارے میں سخت خطرہ ہے کہ کہیں ایمان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے!

شعائر اللہ کی تعظیم کے حوالے سے ماہِ ذوالحجہ کو خاص اَہمّیّت حاصل ہے۔ چنانچہ جذبۂ ادب و تعظیم پروان چڑھانے کے لیے آج ”تعظیمِ شعائر اللہ کی اہمیت اور ماہِ ذوالحجہ کی عظمت“ کے عنوان پر کچھ گفتگو ہوئی۔ چند اہم نکات یہ ہیں:

1) وہ تمام اُمور جو دینِ اسلام کی پہچان ہیں... حق و باطل میں امتیاز کرنے والے ہیں... یا اللہ تعالیٰ کی ذات، اُس کی کسی صفت یا عبادت کی نشانی ہیں اُنھیں دینی اصطلاح میں ”شعائرِ اسلام“ اور ”شعائر اللہ“ کہا جاتا ہے۔

2) قرآن و سنت کی روشنی میں بہت سی چیزیں شعائر اللہ میں شامل ہیں:

- افراد میں: انبیائے کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلَوَاتُ وَالتَّسۡلِیۡمَات شعائر اللہ کا اعلیٰ مظہر ہیں۔
- اَشیا میں: قرآنِ مجید اور محبوبانِ خدا کے تبرّکات شعائر اللہ میں شمار ہوتے ہیں۔
- مقامات میں: کعبۂ معظّمہ، صفا و مَروہ، میدانِ عرفات، مُزدَلفہ، مِنٰی، مساجد اور محبوبانِ خدا کی قُبورِ مُبارَکہ سمیت وہ تمام جگہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں پر کوئی خاص رحمت نازل فرمائی... شعائر اللہ میں شامل ہیں۔

- اوقات میں: رمضان المبارک، حُرمت والے مہینے، جمعۃ المبارک کا دن اور رحمتِ خاصہ کے اوقات شعائر اللہ میں داخل ہیں۔
- عبادات وافعال میں: اذان واقامت، نماز کی جماعت، نمازِ جمعہ، نمازِ عیدَیْن شعائر اللہ ہیں۔

3) شعائر اللہ خود بھی لائقِ تعظیم ہیں اور اِن کے ساتھ نسبت والی چیزوں کی تعظیم وتکریم بھی فرض ہے۔

4) قرآنِ مجید کے مطابق ذوالحجہ عزّت وحُرمت والا مہینہ ہے، باری تعالیٰ نے اِس ماہِ مبارک کی پہلی دس راتوں کی قسم ارشاد فرمائی ہے اور سرورِ عالَم ﷺ نے خاص طور پر یومِ عَرَفہ (نو ذوالحجہ)، عیدالاضحیٰ اور ایّامِ تشریق (11، 12 اور 13 ذوالحجہ) کے فضائل بیان فرمائے ہیں؛ لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ اِن عظیم دنوں اور راتوں کی قدر کریں اور اِن میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمائیں۔

5) اِن مبارک دنوں اور راتوں میں:

- فرائض وواجبات کی مکمل پابندی کرنی چاہیے۔
- گناہوں سے کامل اجتناب کرتے ہوئے گزشتہ جرائم سے سچی توبہ کرنی چاہیے۔
- ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں کثرت سے دُعائیں کرنی چاہییں، بالخصوص یومِ عرفہ (9 ذوالحجہ) کی دُعا بہت مقبول ہے۔
- اِن دنوں میں روزوں کا اہتمام کرنا چاہیے، بالخصوص غیرِ حاجی کے لیے یومِ عرفہ کا روزہ بے شمار برکتوں کا ذریعہ ہے۔ حدیثِ پاک کے مطابق عرفہ کا روزہ گزشتہ اور آئندہ سال کے (صغیرہ) گناہوں کا کفارہ ہے۔ (صحیح مسلم، حدیث: 1162)
- زبان کو فُضول باتوں سے بچاتے ہوئے ذکرِ الٰہی میں مصروف رکھنا چاہیے، خاص طور پر اِن دنوں میں کلمۂ طیبہ، "اَللّٰہُ اَکْبَر" اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کثرت سے پڑھنا چاہیے۔

6) 9 ذوالحجہ (منگل، 26 مئی 2026ء) کی نمازِ فجر سے 13 ذوالحجہ (ہفتہ، 30 مئی) کی نمازِ عصر تک شہر میں جماعتِ مُستحبّہ کے ساتھ فرض نماز پڑھنے والے مَرد پر سلام پھیرتے ہی ایک بار بلند آواز سے تکبیرِ تشریق پڑھنا واجب ہے اور تین بار پڑھنا افضل ہے۔

- مذکورہ بالا صورت میں بلند آواز سے تکبیر پڑھنا واجب ہے؛ اِس لیے اگر کوئی شخص بلاوجہِ شرعی آہستہ آواز سے پڑھے تو گناہ گار ہے، تاہم عورتیں آہستہ آواز سے پڑھیں گی۔
- مَسبُوق (جس شخص کی کچھ رکعتیں رہ گئی ہوں) پر بھی سلام پھیرنے کے بعد یہ تکبیرات بلند آواز سے پڑھنا واجب ہے۔
- نماز کے علاوہ بھی اِن دنوں میں کثرت سے تکبیراتِ تشریق پڑھنی چاہییں۔

7) وہ سمجھ دار بالغ مسلمان جو شرعی مسافر نہ ہو اور بنیادی ضروریاتِ زندگی اور قرض کے علاوہ 52.5 تولے (612.36 گرام) چاندی یا اِس کی قیمت کے برابر نقدی یا دیگر سامان کا مالک ہو اُس پر قربانی واجب ہے۔[1]

---

[1] 20 مئی 2026ء کو لاہور کے صرافہ بازار میں چاندی کا ریٹ 8,200 روپے فی تولہ تھا، اِس حساب سے نصاب تقریباً 430,000 روپے ہے۔

اللہ تعالیٰ سرکارِ دوعالَم ﷺ اور آپ کے جدِّ امجد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے طفیل ہم سب کی بخشش و مغفرت فرمائے!

پروَردگارِ عالَم ہمیں شعائرُ اللہ کی تعظیم و تکریم کی توفیق عطا فرمائے اور ماہِ ذوالحجہ کی قدر کرتے ہوئے اِس میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کی سعادت سے نوازے!

جو خوش نصیب حجِ بیت اللہ اور قربانی کا شرف حاصل کر رہے ہیں خالقِ کریم اُن کی کاوشوں کو قبولیت سے نوازے! اور ہمیں بھی بار بار اِن سعادتوں سے بہرہ مند فرمائے!

قادرِ مطلق مسلمانوں میں جذبۂ جہاد بیدار فرمائے! اہلِ غزہ سمیت دُنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، ملک کی تمام سرحدات کی حفاظت فرمائے! اِسے امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ کر دے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!